

تعارف

”انٹرویو نمبر پیش خدمت ہے۔“

بدقسمتی سے بعض ناگزیر وجوہ کے زیر اثر ترجمان القرآن کی مجوزہ و اعلان کردہ اشاعتِ خاص بیاد و تذکرہ مولانا مودودی اتوادراتوا کے پتھر میں پڑی ہوئی ہے۔ اس کے لیے چند مضامین و تاثرات کے علاوہ مولینائے مغفور کے خطوط کا اچھا خاصا ذخیرہ موصول ہو چکا ہے۔ بڑا کام یہ باقی ہے کہ ہمیں اپنے نقشہ کار کے مطابق پاکستان اور عالم اسلام کی خاص خاص شخصیتوں سے بعض اہم موضوعات پر جو مقالات لکھوانے ہیں، اُن کا کام معطل ہے۔ نمبر کا اتنا بھاری نقشہ سامنے ہے کہ وہ بھاری مصارف بھی مانگتا ہے ضروری نہیں کہ حسب ضرورت وقت کے وقت سارا انتظام ہو جائے۔

اس تھکا دینے والی تاخیر سے خود اپنا ذہن بھی بے چین ہوتا ہے۔ چنانچہ یکایک یہ نئی تجویز دل سے ابھری کہ مولینائے مغفور کا ایک غیر شائع شدہ اور غیر نشر شدہ طویل ریڈیائی انٹرویو جسے مجوزہ اشاعتِ خاص کے لیے محفوظ رکھ لیا تھا، اس پر مشتمل ایک مختصر نمبر ابھی سے شائع کر دیا جائے تاکہ سید مغفور کے ایان و فکر کے اس رس نقشگان کے ذرا لب تو تر ہو سکیں۔

سو یہ پورا شمارہ انٹرویو نمبر ہے۔



اس انٹرویو کے لیے تحریک ریڈیو پاکستان کی طرف سے تھی۔ محکمہ ریڈیو ہی نے جناب عبدالقادر حسن اور جناب ضیاء الاسلام انصاری کو مامور کیا تھا کہ مناسب سوالات مرتب کریں اور مولانا سے گفتگو نہیں کر کے ان کے جواب حاصل کریں۔ اس انٹرویو پر ۸ اپریل ۱۹۷۵ء کی تاریخ درج ہے۔ گویا یہ ریکارڈ و فٹات سے ۴ سال پونے پانچ ماہ پہلے کا ہے۔ مولینائے مغفور غالباً سواد و گھنٹے میں دیا۔

ہمارے ان صحافی دوستوں نے بڑی محنت سے سوالات مرتب کیے، بلکہ یوں کیے کہ انہوں نے چاروں طرف سے مولینا کو ذہنی محاصرے میں لے کر وقت کے بیشتر سوالات کی بوجھاڑ کر دی ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زبانی میں! ترجمہ یہ کہ آپ کے سوالوں نے کسی بھی بحث کو کچک کے نہ جانے دیا۔ چنانچہ سوالات

کے جواب انٹرویو لینے والوں نے ایک سے زیادہ نشستوں میں حاصل کیے۔ مجھے وقت کا حساب پورا یاد نہیں، بس یہ تصور ہے کہ اس پر کئی گھنٹے صرف ہوئے تھے۔

انٹرویو پہلے برقی فیتے (TAPE) پر تھا۔ اسے خاصا وقت صرف کر کے براہِ مہربانی صاحب نے رُف طاہر صاحب کے تعاون سے کاغذ پر منتقل کیا۔ ابتدائی ترتیب و تدوین کا کام پروفیسر حفیظ الرحمن احسن ایم اے نے انجام دیا۔ اس وقت ان حضرات کے پیش نظر اسے ہفت روزہ آئین لاہور میں شائع کرانا تھا۔

جب یہ انٹرویو مولینا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے آخری سفر امریکہ سے قبل مرتب ہو گیا اور مولینا کے سامنے رکھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس کی تکمیل نظر ثانی کون کرے گا۔ جب کہ خود ان کے لیے توجہ دینا ممکن نہ تھا۔ غالباً صنفِ چوہدری صاحب نے اپنے مخصوص دھیمی سے استفسار یہ انداز میں محترم میاں طفیل محمد صاحب کا نام لیا اور مولینا نے معذور نے پورے اطمینان سے جواب دیا کہ بس میاں صاحب ہی یہ کام کریں گے۔ چنانچہ مولینا نے یہ سعادت میاں صاحب کے حصے میں اس طرح ڈالی کہ پھر خود ٹولوٹ کے ادھر دیکھنے کا موقع ہی نہ پایا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میاں صاحب کی ذہنی ہم آہنگی پر مولینا نے معذور کو کس درجہ اطمینان دیا تھا۔ اور میاں صاحب نے دل لگا کر اس خدمت کو انجام دیا اور اس اعتماد کا سختی ادا کر دیا۔ اس طرح یہ انٹرویو قابل اشاعت ہوا، جو اب متعدد پہلوؤں سے تاریخی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔



اس انٹرویو کے مباحث کا تنوع اور سواؤں کے جواب میں مولینا نے معذور کی وسعتِ بیان دونوں چیزیں بڑی اہم ہیں۔ پہلا سوال تحریک پاکستان کے متعلق ہے جس کے جواب میں مختصراً پورے تاریخی پس منظر اور اپنے کام کے تسلسل کو بیان کر دیا ہے۔

دوسرے سوال میں اُس موڑ پر گفتگو ہے جو برصغیر میں پارلیمانی نظام کے قیام سے آیا اور مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ مسلمانوں کو متحدہ قومیت کے جال میں پھنسنے سے کیسے بچایا جائے؟

اگلے دو تین سواؤں میں اس کام کا ذکر ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے اندر جداگانہ قومی تشخص کا شعور ابھرا۔ پھر یہ بحث اٹھتی ہے کہ پاکستان کس نصب العین کے لیے وجود میں آیا؟ علمِ رلے عام کو کس مقصد کیلئے تیار کیا گیا؟ اگلے سوال کے جواب میں مولینا نے واضح کیا ہے کہ اگر مسلمانوں میں یہ جذبہ پیدا نہ کیا جاتا کہ انہیں اپنے دین کے مطابق اپنی زندگی کا جداگانہ نظام قائم کرنے کے لیے آزاد و خود مختار ریاست قائم کرنی ہے، تو ان میں سرے سے آزادی کی جدوجہد کے لیے کوئی حرکت پیدا نہ ہوتی۔

پھر دو ایک سوالوں کے جواب اس بحث پر جاری ہیں کہ کن وجوہ سے مولینا کو آہستہ آہستہ یہ اندازہ ہوتا گیا کہ جس انداز پر مسلمانوں کی تحریک چل رہی ہے اس کے نتیجے میں ایک قومی جمہوری ریاست (SECULAR NATIONAL DEMOCRACY) تو وجود میں آسکتی ہے، مگر صحیح معنوں میں اسلامی ریاست متشکل نہیں ہو سکتی۔

اگلا سوال یہ تھا کہ اس صورتِ حالات میں اسلامی ریاست کو وجود میں لانے کے لیے آپ نے کیا راہ عمل اختیار کیا مولینا مغفور وضاحت کرتے ہیں کہ مسلم عوام جس ملک گیر تحریک میں منہمک ہو چکے تھے، چونکہ اس کا رخ موڑنا ممکن نہ تھا، لہذا اس سے کوئی براہِ راست تعرض کیے بغیر ہم نے یہ صورت اختیار کی کہ بالفاظِ سید مغفور قیامِ پاکستان سے پہلے اتنا تعمیری کام کر لیا جائے کہ اس کے قیام کے بعد پیشتر اس کے کہ اس کا نظام حکومت سیکولر بنیادوں پر قائم کرنے کے حالات پیدا کیے جائیں، اس میں فوری طور پر اسلامی نظامِ زندگی کے قیام کی بنیاد ڈالی جاسکے۔ پھر اس سلسلے میں کارکنوں کی تیاری اور تنظیم کے کام کے علاوہ ایسے لٹریچر کی تیاری و اشاعت کا پروگرام بنایا گیا جو اسلامی حکومت کے حقیقی خدو خال متعین کر کے رکھ دے۔

پھر انٹرویو لینے والے صحافیوں نے پوچھا کہ آپ کا کام اور مسلم لیگ کا کام مقصد کے لحاظ سے یکساں تھا، فرق صرف طریق کار کا تھا۔ لیکن ایسا کیوں ہوا کہ دونوں تنظیموں کے درمیان مفاہمت یا تو پیدا ہی نہ ہوئی، یا کسی وجہ سے پس منظر میں چلی گئی۔ مولینا مغفور اس کے جواب میں بتاتے ہیں کہ جماعت کے متعلق مسلم لیگ اور تحریکِ پاکستان کی مخالفت کا تاثر جان بوجھ کر پیدا کیا گیا ہے تاکہ یہ دونوں قوتیں کبھی ہم آہنگ نہ ہو سکیں۔

اس کے بعد قیامِ پاکستان کے بعد ہونے والی دستوری جدوجہد کی توضیح ہے کئی سوالوں میں اس سلسلے میں

سے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ تاریخِ پاکستان پر کتا بن لکھی جاتی ہیں تو انہیں پڑھ کر کوئی نیا آدمی یہ نہیں مان سکتا کہ اس ملک میں مولینا مودودی نام کا کوئی شخص موجود ہے، حالانکہ دوسری طرف مغربی زبانوں میں پاکستان سے متعلق چھپنے والی بعض کتابوں میں تو مولینا کا ذکر اور حوالے چھائے ہوئے ہیں۔ اگرچہ مخالفانہ رنگ میں۔ مگر پاکستانی فاضل معنیٰ کو تاریخ کے شیخ سے بھاری بھر کم شخصیتوں کو غائب کر دینے کا فن نظر بندی آتا ہے۔ ایسے صحافی بھی ہیں جو کسی ایسے موضوع پر لکھتے ہوئے جس کا درجہ اول میں مولینا مودودی سے تعلق ہے، مولینا کی شخصیت سے کترا کر نکل جاتے ہیں۔ اور جو چار دنا چار ذکر کرتے بھی ہیں وہ اس شخصیت کے پیکر کا زیادہ حصہ چھپا کر رکھتے ہیں اور تینا سا منے لاتے ہیں، اس پر کوئی نہ کوئی داغ دھبہ ڈال دیتے ہیں۔ علماء تک میں ایسے کم فرما بھی ہیں جنہوں نے اگر مولینا کی وفات پر تعزیتی کلمات بھی کہے تو اس سے سات گنا عبارت میں یہ اعلان فرمایا کہ ہمیں تو ان سے یہ اور یہ اخلاقات تھے۔ (دو۔ ص)

ہونے والے اعتراضات و اشکال زیر گفتگو آتے ہیں۔

مولینا مغفور سے کانگریس کے متعلق ان کا نقطہ نظر پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ۱۹۲۲ء ہی میں میری رائے واضح طور پر کانگریس کے خلاف ہو گئی تھی۔ مولینا نے اس کے تاریخی وجوہ بھی بیان کیے ہیں۔

پھر گفتگو حضرات علماء اور ان کی مخالفتوں کی طرف مڑ جاتی ہے۔

اگلے چند سوالوں میں اس مؤثر کام کا ذکر ہے جو مولینا نے اپنی تنظیم و تحریک کے ذریعے دستور پاکستان کے اساسی اصولوں اور اس کے تفصیلی ڈھانچے کے متعلق مزاحمتوں کے باوجود کیا۔

پوچھا گیا کہ آیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کا کیا ہوا کام بے نتیجہ نہیں رہا تو مولینا نے جو جواب دیا اس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ "نہیں" ہماری تحریک ناکام نہیں رہی۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ملک کے عوام کو شعوری طور پر ہم خیال بنانے میں ابھی مزید وقت لگے گا۔

پھر انٹرویو لینے والوں نے جبری انقلاب کے طریقے کا ذکر چھیڑا کہ بعض ایسی ریاستیں ہیں کہ عوام ایک خاص نظریے کے قائل نہ تھے، مگر اقتدار پر قابض ہو کر ایک گروہ نے لوگوں کو زبردستی اپنے رنگ میں رنگ لیا۔ اس کا صاف صاف جواب مولینا یہ دیتے ہیں کہ یہ دھوکا بازی ہم نہیں کر سکتے۔

اس سلسلے میں سوالوں کا مزید المٹ پھیر ہوتا ہے تو مولینا کہتے ہیں کہ جس ملک میں ہم کام کر رہے ہیں۔ اسکے اندر ہمارے نزدیک صحیح طریتی کاری ہی ہے کہ ہم جمہوری ذرائع ہی سے انقلاب لانے کی کوشش کریں۔ پھر مزید نصوص کے بعد فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ طریتی کار اس بنا پر اختیار کیا ہے کہ اگر عام لوگوں کا ذہن اسلامی حکومت کے نظام کو خوشی قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہو اور وہ زبردستی اُدپر سے لا کر ان پر مسلط کر دیا جائے تو یہ نظام چل نہیں سکتا۔ لے

پھر حصول مقصد اور پاکستانی عوام کی تیاری میں تاخیر کے اسباب زیر بحث آتے ہیں۔

بڑا اہم سوال کیا گیا کہ اب تک جو پانچ چھ حکومتیں بدلی ہیں، ان میں سے کسی کے ساتھ جماعت کی مفاہمت کیوں نہیں ہو سکی؟

اور مفصل جواب کا پہلا ہی فقرہ خوب ہے کہ "حکومتیں تو ضرور بدلتی رہی ہیں، مگر ایک خاص طبقہ ایسا ہے جو

لے کتنی صراحت سے مولینا کا دعوتی نقطہ نظر بیان ہوا ہے۔ یہ بات اسلامی دعوت کے اساسی خطوط کار میں داخل ہے اور ہمارے بعض معترضین کو جاننا چاہیے کہ اول روز سے مولینا مو دووی مغفور اسی کے علمبردار رہے ہیں اور ہم کو بھی انہوں نے اسی کی تربیت دی ہے کہ سیاسی اور خدمتی اور دوسری مختلف سرگرمیوں کے ساتھ عوام کی ذہنی وابستگی اسلام سے تہیائی جائے بلکہ دوسری ساری سرگرمیوں میں بھی یہی مقصد بطور روح کار فرما ہونا چاہیے۔ (دن - ص)

اقتدار کا حامل تھا اور حکومتیں تبدیل ہونے سے اس طبقے کے اختیارات میں کوئی کمی نہیں آتی۔ آگے تفصیل بیان کرتے ہوئے مولینا بتاتے ہیں کہ اگر کوئی اچھا آدمی بھی ملک کے سب سے بڑے انتظامی منصب پر آیا تو وہ بے بس ہو کر رہ گیا۔ پھر سائین حسن والا قبضہ چھوڑ دیتے ہیں جو برسوں سے بار بار ہر کسی نے مولینا سے پوچھا، یعنی کیا آپ نے مسئلہ کشمیر میں مخالفانہ موقف اختیار کیا۔

میں نے مولینا مغفور پر مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو اس مسئلے پر ایک ہی طرح سوالات کرتے دیکھا ہے اور مولینا کی طرف سے ایک ہی طرح کا جواب سنا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ مولینا ایک سوال کی تکرار مسلسل سے نہ تو سمجھتے، نہ کبھی برہم ہوئے، نہ انہوں نے یہ کہہ کر بات ختم کی کہ میں اس پر بار بار بولوں اور کچھ چکا ہوں، آپ پڑھ لیں۔ جب کسی نے پوچھا، مولینا نے خندہ پشیمانی سے پورا جواب دیا۔ وہی جواب اس انٹرویو میں موجود ہے۔

اب بڑا نازک سا سوال سامنے آتا ہے جو جذباتی بھی ہے اور فکری بھی۔ پوچھا جاتا ہے کہ ۱۹۷۹ء کے انتخابات میں جماعت کو کیوں کامیابی نہیں ہوئی؟

اس کے اسباب بیان کرتے ہوئے مولینا مغفور پہلا سبب یہ بتاتے ہیں کہ ”جماعت اسلامی محض انتخابات جیتنے کو اصلی کام قرار نہیں دیتی۔ وہ اصل کام اس کو سمجھتی ہے کہ عام لوگوں کی ذہنی تربیت کی جائے۔ وہ ووٹروں سے غلط وعدے نہیں کر سکتی۔ جھوٹی امیدیں نہیں دلا سکتی۔ اس سلسلے میں مفصل گفتگو کئی سوالات و جوابات پر مشتمل ہے۔ پھر تحریک کے بیرون ملک اثرات پر سوال کیا گیا مولینا مغفور جواب میں بتاتے ہیں کہ اگرچہ بہت سی رکاوٹوں کی وجہ سے ہم اپنی تحریک کو دوسرے ممالک میں چلا کر بین الاقوامی نہیں بنا سکتے، لیکن لٹریچر باہر پھیل رہا ہے اور کئی جگہوں پر ہم خیال اور ہم مسلک قسم کی تنظیمیں ابھر رہی ہیں۔ کئی ملکوں میں تو جماعت اسلامی ہی کے نام سے عتسب ہیں، مگر ہمارا ان کا تنظیمی رشتہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں الانخوان المسلمون طرز کے گروہ اسی طرح کا دعوتی کام کر رہے ہیں جیسے ہم کرتے ہیں۔

دو ایک سوالوں کے بعد پھر بات تفہیم القرآن کی چل نکلتی ہے۔ پوچھا جاتا ہے کہ مولینا! آپ نے اس کے لیے وقت کیسے نکالا؟ جواباً مولینا، جب تصنیف و تحقیق کے کام کی داستان چھڑتے ہیں تو جوانی کی راتوں کی یادوں تازہ کرتے ہیں کہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے کے لیے بیٹھتا تھا اور صبح کی اذان کے ساتھ اٹھتا تھا۔ پھر کیا خوب فرماتے ہیں کہ ”اب میرا جوڑ جوڑ اور عضو عضو مجھ سے اس کا حساب پوچھتا ہے کہ تم نے ہم سے اتنی سخت کام کیوں لیا!“

پھر تصنیف و تالیف اور کتابوں اور ان کے تراجم اور ان کی مقبولیت پر بات ہوتی ہے تا آنکہ ایک اور اہم سوال آجاتا ہے۔ انٹرویو لینے والے پوچھتے ہیں کہ مولینا! آپ پرسوشلزم کی مخالفت اور سرمایہ داری کی حمایت کا الزام کیوں لگایا جاتا ہے۔ جواب خوب ہے۔ تان مولینا اس سوال پر توڑتے ہیں کہ ہمارا کس سرمایہ دار یا جاگیردار نے ساتھ دیا؟

اب بات مولینا کی صحت کی طرف مڑ جاتی ہے۔

پھر پوچھا جاتا ہے کہ آج کل کیا کام کر رہے ہیں؟ مولینا جو اب اسیرت کے کام کا ذکر کرتے ہیں۔ مکی دور مکمل کر چکا ہوں، آج کل مئی دور کے لیے مواد فراہم کر رہا ہوں۔

آگے ایک اور دلچسپ سوال ہے کہ اگر جماعت اسلامی پاکستان میں سرگرم عمل نہ ہوتی تو کیا حالات ہوتے۔ مولینا نے اس کا بھی مفصل جواب دیا ہے۔ مگر ابتدا میں مزاحاً فرمایا کہ یہ سوال تو کچھ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی سے پوچھیں کہ بھئی تو پیدا نہ ہوا ہوتا تو کیا ہوتا!

گفتگو کی گاڑی مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے مسئلے تک پہنچتی ہے۔ نیز مزید علاقوں کو توڑنے کے لیے جو مساعی ہو رہی تھیں ان کا ذکر چھیڑتا ہے۔

سائلین پوچھتے ہیں کہ یہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کا نظریہ ہے کہ انقلاب بندوق کی نالی سے چھوٹتا ہے۔ کیا ایسے لوگوں کا مقابلہ کیا جاسکے گا؟

مولینا فرماتے ہیں کہ ہم اپنی حد تک کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے جس سے جتنے کی آگ بھڑک اُٹھے۔ لیکن اگر ایسی آگ بھڑکانے کی کوشش کی گئی تو ہم اس کو بجھانے کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اور یہ کہ ”اس سرزمین میں ہم نے دعوتِ اسلامی کے جو بیج ڈالے ہیں وہ جل نہیں جائیں گے، انشاء اللہ وہ ضرور بار آور ہونگے۔“

بے حد اہم اور نازک سوال یہ بھی اٹھایا گیا کہ جماعت کی قیادت سے دستبردار ہونے کے بعد اور کام کے نئے ہاتھوں میں چلے جانے کے بعد کیا آپ مطمئن ہیں کہ کام آپ کی توقعات کے مطابق ہو رہا ہے۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ میں کارکردگی سے پوری طرح مطمئن ہوں۔ خدا کے فضل سے یہ ایک خود کار نظام ہے اور انشاء اللہ یہ ٹھیک بنیادوں پر ہی قائم رہے گا۔

انٹرویو لینے والے جو اس سال صحافی ایک پرانا پردہ پگینڈا یاد دلاتے ہیں کہ آپ مجددیت یا مؤودیت کا دعوے

کرنے والے ہیں۔ پھر وہ مخالفین کے اس پُرانے مقولے کا ذکر کرتے ہیں کہ جماعتِ اسلامی ایک فرقہ بن جائیگی۔ اس کا مناسب جواب دیا جاتا ہے۔

پھر پُرچھا جاتا ہے کہ جس رفتار سے تحریکِ اسلامی کا کام ہو رہا ہے اس کے سپیش نظرِ اسلامی نظام کے قیام کا کب تک امکان ہو سکتا ہے ؟

مولینا جواباً فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے اس کام میں دس سال لگیں، بیس سال لگیں، پچاس سال لگیں، بہر حال تحریکِ اسلامی فطری رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے پھر انتباہ کہتے ہیں کہ اگر ہم جلد بازی میں غیر فطری رفتار اختیار کرنے کی کوشش کریں گے تو اس کے اثرات اچھے نہیں ہوں گے۔

آخر میں کئی متفرق مگر دلچسپ سوالات سامنے آتے ہیں اور ان کے مؤثر جوابات۔



میں نے اجمالاً انٹرویو کے مباحث کی ایک اجمالی جھلک ابتداء میں اس لیے پیش کر دی ہے کہ قارئین کو یہ اندازہ ہو جائے کہ دائرہ گفتگو کتنا وسیع ہے کبھی سوال ایک طرف سے اٹھتا ہے، کبھی دوسری طرف سے، کوئی دائیں سے آتا ہے اور کوئی بائیں سے، اور مجیب ان کے رنگارنگ سوالات کے جواب بے تکلف دیتا چلا جاتا ہے۔

اس انٹرویو میں بہت سی ایسی باتیں آگئی ہیں اور بعض تازہ کر دی گئی ہیں کہ اقامتِ دین کے لیے کام کرنے والوں کو جو سوالات اور اعتراضات پیش آتے رہتے ہیں، ان سب کا جواب ان کی مدد سے دیا جاسکتا ہے۔

یہ انٹرویو گویا اپنا اور اپنے حالات اور اپنے مخالفین کا ایک جامع جائزہ ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ مولینا کے اس یادگار تاریخی انٹرویو کو میرے دوست اور رفقاء، نہایت غور و توجہ سے پڑھیں گے اور اس کے مفاد و مطالب کو اخذ کریں گے اور دوسروں کو پڑھانے کے لیے اسے پھیلانیں گے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اس انٹرویو کو لینے، ریکارڈ کرنے، اسکی ترتیب و تکمیل کرنے، اس کی اشاعت کی ہم میں کوئی حصہ لینے کی سعادت جن بزرگوں اور دوستوں کو حاصل ہوئی ہے، نیز اس سے جو احباب استفادہ کریں گے ان سب کو اللہ تعالیٰ جو دادے سب سے بڑھ کر وہ لطف و احسان سید مغفور پر فرمائے جن کے مطالعہ و تفکر کا ایک قیمتی حاصل ہمارے سامنے آیا۔ آمین

نیاز کیش

نعیم صدیقی

۲۶ اگست ۱۹۸۰ء

تَفْہِیْمُ الْقُرْآنِ

کے بعد

تَفْہِیْمِ سِیْرَتِ پَاکِ

سیرت سرورِ عالم

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کے قلم سے

جلد اول و دوم

طویل انتظار کے بعد چھپ کر آگئی ہے

جلد اول ————— سیرت کے بنیادی مباحث

جلد دوم — رسول اللہ کا خاندان، حضور کی ولادت سے ہجرت الی المدینہ تک

کتابت و طباعت کا معیار دلکشی - جلد بندی نفیس اور پائیدار

ضمامت جلد اول — ۶۴ صفحات • ضمامت جلد دوم — ۶۴ صفحات

————— دونوں جلدوں میں نقشے اور تصاویر شامل ہیں —————

————— قیمت —————

۲۰۰/- روپے

سیرت سرورِ عالم (اعلیٰ)

زیرِ طبع

” ” ” (عام)

شائقین اور ایجنٹ حضرات اپنے آفسروں کے ساتھ پیشگی قیمت روانہ فرمائیں

آفسروں کی تعمیل ترتیب وار ہوگی

إِنَّا نَحْنُ الرَّحْمَنُ الْقَرِيبُ - اِچھڑو - لاکھو